

سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

مفتی منیب الرحمن

آج کل ہمارے ہاں پانچا لکس، دس لکس اور آف شور کمپنیوں کا شور مچا رہا ہے۔ آگے چل کر نہ جانے کون کون سی نئی آلات اور بے پناہ دولت جمع کرنے کے کون کون سے نئے مفادات سامنے آئیں گے۔ ہماری سیاسی قیادت کے اہلکارے میں استثنائی گنجائش کم ہے۔ تختی کے چند لوگ شاید بے ادب اور پارسا ثابت ہوں۔ انسان کی انہیات یہ ہے کہ دنیا کی نعمتوں میں سے جو چیز وافر مقدار میں دستیاب ہو جائے اس کی طلب اور ہوس کم ہو جاتی ہے۔ لیکن مال و زر اور دولت ایسی آفت ہے کہ جتنی اس کی کثرت ہوتی جاتی ہے، اتنی ہی اس کی طلب اور ہوس بڑھتی چلی جاتی ہے اور جیتے جی ایسا سرمہ نہیں آتا کہ انسان کہے: بس بہت ہو چکا۔ اتنے اگر بڑی میں Enough is Enough سے قنیر کرتے ہیں۔ اسی بٹری کزوری کو رسول اللہ ﷺ نے ان کلمات میں بیان فرمایا: (۱) ”عباس بن سہل بن سعد نے کہا: میں نے مکہ مکرمہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو منبر پر خطبے کے دوران یہ کلمات کہتے ہوئے سنا: اے لوگو! بے شک نبی ﷺ نے فرمایا: اگر کن آدم کو سونے سے بھری ہوئی ایک وادی عطا کر دی جائے تو وہ چاہے گا کہ اسے ایسی دوسری وادی بھی مل جائے اور اگر اسے دوسری وادی بھی عطا کر دی جائے تو وہ چاہے گا کہ اسے ایسی تیسری وادی لڑ بھی مل جائے اور کن آدم کا پیٹ صرف (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے۔ (بخاری 6438)۔“

(۲) ”ابو زبیر نے حضرت جابر سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کن آدم کے لیے ایک وادی ہو جائے تو وہ دوسری وادی کی تمنا کرے گا؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اگر کن آدم کے لیے گھوڑوں کے پامات کی ایک چوڑی وادی ہو جائے تو وہ اس بھی ایک اور وادی کی تمنا کرے گا اور اگر اسے دوسری وادی بھی مل جائے تو (اس کی ہوس) ٹھم نہیں ہوگی۔ بلکہ (وہ) تمنا کرے گا کہ اس جیسی کئی وادیاں ہو جائیں اور کن آدم کے پیٹ کو آخر کار (قبر کی) مٹی ہی بھرے گی۔ (مسند احمد 14665)۔“

اسی حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کلمات میں بیان فرمایا: ”(اے انسان!) تمہیں کھڑے مال کی خواہش نے (اللہ سے) غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم قبروں میں پہنچ جاؤ گے۔ (الشکا ج: 1)۔“ افرض اللہ کو مسنّب السباب اور حاضی المناجات ماننے کی بجائے انسان کا دولت کے حاضی المناجات ہونے پر یقین زیادہ ہو گیا ہے، ایک صاحب کہا کرتے ہیں:

کیسا بھائی، کیسا خدا
جیسا بھائی، جیسا خدا

اسی معنی میں دلاور بخاری نے کہا ہے:

ماکم رشوت سنا، فکر گرفتاری نہ کر
کر رہائی کی کوئی آسان صورت، چھوٹ ہا
میں بتاؤں تجھ کو حقیر رہائی، مجھ سے بچو
لے کے رشوت پکھن گیا ہے، دے کے رشوت چھوٹ ہا

لیکن انجام کار نتیجہ بھی ہے کہ یہ مال و زر، یہ دولت دنیا بہر حال فانی ہے اور انسانی زندگی بھی لافانی نہیں ہے، کتنے ہی لوگ آپ کو ایسے ملیں گے کہ جنہیں دنیا کی ہر نعمت میسر ہے، مگر جو وہ اُن نعمتوں سے لطف اندوز ہونے نہیں ہو پاتے، کیا یہ سامان عبرت دیدہ دل کو واکر کرنے کے لیے کافی نہیں ہے؟

یہاں کے احتساب اور نظام عدل سے چھوٹنے کی تو ہزار تدبیریں کی جاسکتی ہیں، لیکن جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی حقیقی عدالت لگے گی تو پھر کوئی حیلہ، کوئی سکر اور کوئی تدبیر کام نہیں آئے گی۔ دولت دنیا کی بے قدری کی تصویر کشی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمائی (۱): ”وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کے احکام کو مانا، اُن کے لیے (آخرت میں) اچھا اجر ہے اور جنہوں نے اللہ کے احکام کو نہیں مانا (اور دنیا کی دولت جمع کرنے میں لگن رہے، قیامت کے دن) اگر وہ زمین کی ساری دولت کے بھی مالک بن جائیں اور اتنی ہی اور بھی انہیں مل جائے تو (اپنی نجات کے لیے) وہ یہ ساری دولت فدیے کے طور پر دے دیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کا سخت حساب ہوگا اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بدترین ٹھکانا ہے، (الرعد: 18)۔“ دوسرے مقام پر فرمایا: ”اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا، اگر زمین کی ساری دولت کے مالک بن جائیں اور اتنی ہی انہیں اور بھی مل جائے تو قیامت کے دن کے بدترین عذاب سے (چھٹکارے کے لیے) اسے فدیہ دے دیں اور اُن کے لیے اللہ کی جانب سے وہ انجام ظاہر ہوگا، جو اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا، (الزمر: 47)۔“ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”جس دن آسمان پگھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی رنگ برنگی اون کی طرح ہو جائیں گے اور کوئی دوست کسی دوست کو نہیں پوچھے گا، حالانکہ وہ سب انہیں دکھادیئے جائیں گے، (اس دن) مجرم تمنا کرے گا کہ کاش وہ اپنے بیٹوں، اپنی بیوی، اپنے بھائی اور اپنے کنبے کو جو (ہر مصیبت کے وقت) اُسے پناہ دیتے تھے اور اُن سب کو جو زمین میں ہیں، اس دن کے عذاب سے رہائی کے بدلے میں فدیے کے طور پر دے دیں، پھر یہ بدلہ اسے عذاب سے نجات دے دے، (المعارج: 14-8)۔“

اس موضوع پر آیات الہیہ بہت ہیں، کاش کہ ہم ان پر غور کر لیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہیں، (محمد: 24)۔“ ماضی کے فرعونوں، نمرودوں اور بادشاہوں کی داستانیں ہر سو پھیلی ہوئی ہیں اور اُن کے کھنڈرات اور آثار دولت و اقتدار دنیا کی ناپائیداری کا کھلا اشتہار ہیں، لیکن انسان کی فطری کمزوری کو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات میں بیان فرمایا: ”حقیقت یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، بلکہ سینوں میں دھڑکنے والے دل بصیرت سے محروم ہو جاتے ہیں، (الحج: 46)۔“ سکندر اعظم جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے آدھی دنیا فتح کر لی تھی، اُس کی بے بسی کو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا:

مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

اور سید دلی محمد نظیر اکبر آبادی نے دنیا کی ناپائیداری کے بارے میں نہایت بامعنی اشعار کہے تھے:

کچھ کام نہ آوے گا تیرے، یہ لعل زمر دسیم و زر جو پونجی بات میں بکھرے گی، پھر آن بنے جاں اوپر

نقارے نوبت بان نشان، دولت حشمت فوجیں لشکر کیا مسند تکیہ، ملک مکاں، کیا چوکی کرسی تخت چھپر

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جاوے گا، جب لاد چلے گا بخارا ہر آن نفع اور ٹوٹے میں، کیوں مرنا پھرتا ہے بن بن

ذیل میں ہم عبرت کے طور پر ایک طویل حدیث پیش کر رہے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے: کوڑھی، گنجا اور اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کے لیے ایک فرشتہ ان کی طرف بھیجا۔ وہ فرشتہ کوڑھی کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: خوب صورت رنگ اور خوبصورت کھال، لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بتایا: پس فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس سے کوڑھ چلی گئی، پس اس کو خوب صورت رنگ اور خوب صورت کھال دی گئی، پھر اس سے پوچھا: تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے (اپنے عہد کے مطابق) کہا: اونٹ یا فرمایا: گائے، سواں کوڑا اونٹیاں دے دی گئیں، پھر کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں ان میں برکت دے۔ پھر فرشتہ گنجنے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: خوب صورت بال اور میرا یہ گنچ چلا جائے، لوگ مجھ سے گھن کھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے بتایا: پھر فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنچ چلا گیا اور اس کو خوبصورت بال دیئے گئے، پھر اس سے پوچھا: تمہیں کون سا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے بتایا: گائے، تو فرشتہ نے اس کو ایک گا بھن گائے دی اور کہا: اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے! پھر فرشتہ اندھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا: تمہیں کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے اور میں اس سے لوگوں کو دیکھوں۔ فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی، پھر اس سے پوچھا: کون سا مال تم کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں۔ پس فرشتہ نے اس کو گا بھن بکریاں دیں اور ان کے ہاں بھی بچے ہوئے۔ پس کوڑھی کے ہاں وادی اونٹوں سے بھر گئی اور گنجنے کے ہاں وادی گایوں سے بھر گئی اور اندھے کے ہاں وادی بکریوں سے بھر گئی۔ پھر فرشتہ کوڑھی کے پاس اسی شکل و صورت میں آیا اور کہا: میں ایک مسکین مرد ہوں، میرے سفر میں میرے ذرائع آمدنی منقطع ہو گئے ہیں، اللہ کے سوا اب میرا اور کوئی سہارا نہیں ہے، میں تم سے اس ذات کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے تم کو خوب صورت رنگ اور خوب صورت کھال عطا کی ہے اور اونٹوں کا مال عطا کیا ہے۔ تم مجھے ایک اونٹ دے دو، جس کے ذریعے میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں۔ اس نے کہا: میرے ذمے بہت زیادہ حقوق ہیں۔ پھر فرشتہ نے کہا: شاید میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تم کوڑھی نہیں تھے! تم سے لوگ گھن کھاتے تھے، تم فقیر تھے، پس اللہ تعالیٰ نے تم کو (مال) عطا کیا۔ اس نے کہا: میں اس مال کا اپنے آباؤ اجداد سے وارث ہوں۔ فرشتہ نے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلی حالت کی طرف لوٹا دے۔ پھر فرشتہ اسی شکل و صورت میں گنجنے کے پاس گیا اور اس سے بھی اسی طرح کا سوال کیا، اس نے بھی فرشتہ کو اسی طرح جواب دیا۔ پھر فرشتہ نے کہا: اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں پہلی حالت کی طرف لوٹا دے۔ پھر وہ اسی صورت میں اندھے کے پاس گیا اور اسی طرح کا سوال کیا اور کہا: میں تم سے اس ذات کے نام سے سوال کرتا ہوں جس نے تمہاری بینائی لوٹائی ہے کہ تم مجھے ایک بکری دے دو، جس کے ذریعے میں اپنی ضروریات پوری کر سکوں۔ اس شخص نے کہا: میں اندھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے میری بصارت لوٹا دی اور میں محتاج تھا تو اس نے مجھے غنی کر دیا، پس تم جتنا چاہتے ہو وہ لے لو، اللہ کی قسم! آج تم جو کچھ بھی اللہ (کی رضا) کے لیے لو گے میں تم کو اس سے نہیں روکوں گا۔ فرشتہ نے کہا: تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، تم سب کی آزمائش کی گئی تھی، اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گیا اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔ (صحیح البخاری: 3464)